شاہ ولی اللہ کا فلسفہ

حصہ اوّل

مبادیات اخلاقیات

مصنف ڈاکٹر عبدالواحد ہالی پوتہ

مترجم: سید محمد سعید

(۳)

باب دوم
سات اخلاق فاضلہ

تمہید:-

سات اخلاق فاضلہ، بہتر ترقی یافتہ اور مستحکم عام انسانی مزاج کے نشانات ہیں، جو حیوانی مزاجوں سے نمایاں فرق رکھتے ہیں۔ ان اوصاف کو شاہ ولی اللہ نے اخلاق فاضلہ قرار دیا ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ یہ خصوصیات انسانی مزاج کی حیوانی مزاج پر نہ صرف برتری بلکہ فرق بھی واضح کرتی ہیں۔

پیچیدہ جذبات، جوش اور ممتاز انسانی محرکات کی شکلیں اختیار کرتے ہوئے انسانی مزاج کے مخصوص نشانات مثلث صفات کے اثر کے تحت فروغ پاتے ہیں۔ جو ان میں مقصد کی آفاقیت جمالیاتی رجحان، ترقی و کاملیت کے عناصر عطا کرتے ہیں جو کہ مزاج کے جوش و جذبات کی متعدد شکلوں میں نمودار ہوتے ہیں۔ انسانی مزاج کے جو مخصوص نشانات، اس طرح ترقی پاتے ہیں وہ انسانی طرز عمل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کو اس کارکردگی و صلاحیت کے تناسب کے پیش نظر اخلاق فاضلہ کا طرز عمل کہا جا سکتا ہے، جو ان اوصاف کا اظہار کرتے ہیں۔ جو شاہ ولی اللہ کے نزدیک واضح طور پر نفسیاتی خصوصیات ہیں۔ جن مخصوص نشانات کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور جب ان کا اخلاق

فاضلہ کے طرزِ عمل میں اظہار ہوتا ہے۔ تب وہ شاہ ولی اللہ کے نزدیک "روح کی عظمت ذہن کی وسعت، قلب کی گہرائی اور مزاج کی اعتدالیت" کی قابلِ تعریف خصوصیات پیش کرتی ہیں۔ یہ خصوصیات، مقصد کی آفاقیت اور ہمہ گیری (رائے کلّی) کی علامات میں جو حیوانی مزاج سے فرق پیدا کرتے ہوئے انسانی مزاج میں اختلاف اور معیار کے طور پر کام کرتی ہیں۔ اس بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر وہ علامت جو انسان کو حیوان سے ممتاز کرتی ہے اور حیوان پر انسان کی عظمت و برتری ظاہر کرتی ہے۔ اسے اخلاق فاضلہ کہا جاسکتا ہے ہر وہ نشان یا علامت جو ان صفات کے کسی فقدان یا خرابی کی طرف اشارہ کرتی ہے وہ بدخصلت یا برائی کہلا سکتی ہے۔

خارجی طرزِ عمل بذاتِ خود اس وقت تک نہ تو اخلاق فاضلہ ہوتا ہے اور نہ ہی بدخصلت ہوتا ہے جب تک کہ نفس مزاج میں اس کا مخرج نہ ہو اور وہاں سے وہ ابھرا نہ ہو۔ اس لئے شاہ ولی اللہ کے خیال کے مطابق، طرزِ عمل کی دو یکساں شکلیں، اپنے نفسی مخرج کی وجہ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوسکتی ہیں۔ اور ان میں ایک بدخصلت اور دوسری اخلاق فاضلہ کی حامل ہوسکتی ہے۔

خلق متنوع اور ارتقائی حیثیت

اگرچہ خلق کا مادہ، حیوانی مزاج کے مقابلہ میں انسانی مزاج کے امتیاز اور برتری کی علامت میں پایا جاتا ہے، یہ اپنے مادہ میں مربوط طرزِ عمل پیدا کرتا ہے، تب بھی خلق انفرادی طور پر انسانوں کے لئے قطعیت کی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ اضافی ہوتا ہے۔ یہ مخصوص حیوانی مزاج کے مقابلہ میں ہر مزاج کی حاصل شدہ برتری اور امتیاز کی وسعت یا قوت کے ساتھ مختلف ہوجاتا ہے۔ جس طرح کہ مزاج ترقی پاتا ہے اسی طرح اس کی موافق نفسیاتی حالتیں اور مخصوص علامات اطاخلاق بھی فروغ پاتے ہیں۔

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ ایک ترقی یافتہ مزاج کے معاملہ میں اس کے اخلاق کی سطح اور معیار، ان مزاجوں سے مختلف ہے جو اتنے ترقی یافتہ نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ ایک ہی مزاج کے معاملہ میں، اخلاق کے معیار اور اس کے ارتقاء اور فروغ کے ساتھ مختلف ہوسکتی ہیں۔

کوئی طرزِ عمل جب اپنے معیار سے گر جاتا ہے تو بدخصلت ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ اس معیار سے وابستہ ہوتا ہے جو کہ مقابلتاً حیوانی مزاج سے قریب تر ہوتا ہے۔ اس بات کو اس طرح زیادہ واضح کیا جاسکتا ہے کہ یہ حیوانی مزاج سے مقابلتاً کم نمایاں ہوتا ہے اور مزاج کی موجودہ حالت سے برتر ہوتا ہے۔ تعاملیت کے اصول کے مطابق ایسے ناموزوں اور ناکافی طرزِ عمل، مزاج کو اس کی اعلیٰ سطح سے بتدریج زوال کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ مزاج کو اس کے اخلاق میں کمی کی وجہ سے قریب سے قریب تر لاتے ہیں۔

لہٰذا یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ ایک عام اخلاقی طرزِ عمل، جو بہت معمولی ہو سکتا ہے، اس مزاج کے معاملہ میں بدخصلت ثابت ہو سکتا ہے جس نے کہ لطافت اور کمال کی حالت حاصل کرلی ہو۔ عام مزاجوں کے اوصاف اور برائیوں کے معیار، ان معیاروں سے مختلف ہوتے ہیں جو اخلاقی طور پر برتر یا مافوق العامہ مزاج ہوتے ہیں اس کتاب کا موضوع بحث عام اخلاقیات ہے۔ اس لئے یہ بات مناسب ہوگی کہ ہم اپنے مباحث کو عام مزاجوں اور اس کے اخلاق کی حد تک محدود رکھیں اور مزاج کی اعلیٰ تر اقسام پر ایک علیحدہ رسالہ میں بحث کی جائیگی۔ جو کہ اعلیٰ تر اخلاقیات سے تعلق رکھتی ہیں۔

اخلاق کی تعداد

ایک عام انسانی مزاج جیسا کہ وہ بنیادی مثلث کی بنیاد پر مثلث صفات کے داخلی تعامل کے عمل کے ذریعہ فروغ پاتا ہے وہ انتہائی اعلیٰ مخصوص خصوصیات کو فروغ دیتا ہے جو کہ متعدد پیچیدہ جوش و جذبات کے اجزاء ہیں۔ ان اعلیٰ تر پیچیدہ نفسیاتی خصوصیات کو شاہ ولی اللہ نے سات مخصوص نفسیاتی پہلوؤں میں تقسیم کیا ہے جن کو وہ سات اخلاقِ فاضلہ کہتے ہیں۔ جیسا کہ یہ اخلاق فاضلہ، بنیادی مثلث کی بنیاد پر، عقلی صفات کے مثلث کے تعامل کی پیداوار ہیں اور ان کا خاص منبع اور مخرج ان کے حیوانی پہلو اور جبلتوں میں اور مزاج کی منتشر و ناپختہ تحریکوں میں ہوتا ہے۔ آفاقیت کی صفت، مقصد کی وسعت اور ہمہ گیری جب ہر خلق میں شامل کی جاتی ہے تب صفتِ عقل کی آفاقیت "رائے کلی" کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔ ہر خلق کی ترقی اور تکمیل کی صفت اور اس کی وسعت

تقسیم جو اس کے مختلف درجوں میں ہوتی ہے۔ اور اس کے ہمراہ امتیازات، پیچیدگی اور بہتری کی قدریں ہوتی ہیں وہ باقی دو عقلی صفات تکمل (تکمیل) اور ظرافت یعنی جمالیاتی صفت کے زیر اثر ہوتی ہے۔

سات اخلاق فاضلہ کے علاوہ کے دوسرے چار اخلاق فاضلہ بھی ہیں۔ جو کہ مزاج کی حقیقی مسرت (سعادت) میں ہوتے ہیں وہ مزاج کی اعلیٰ تر قسموں کے مرحلوں کی ترجمانی کرتے ہیں ان کی ترقی ایک عام مزاج کے استحکام کا پہلے ہی سے پتہ دیتی ہے کہ جو سات اخلاق فاضلہ اور عام رجحانات کی پیدا وار اور فروغ کی طرف لے جاتی ہے اور یہ رجحانات صفت عدالت یعنی عام معاشرتی و شخصی طرز عمل کی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ باقی کے تین اخلاق فاضلہ سماحت، طہارت اور اخبات کے مرحلوں کو پیش کرتی ہیں زیر نظر کتاب میں ان چار اخلاق فاضلہ کے متعلق بحث کرنا مقصود نہیں اس کا تعلق ما فوق العامہ نفسیات اور اعلیٰ اخلاقیات کے دائرے سے ہے۔

طبعی اوصاف

بنیادی مثلث کے ساتھ، سات اخلاق فاضلہ مستحکم مزاجوں میں طبعی حیثیت رکھتے ہیں ہر خلق کی حقیقی قوت اور روح، ہر مزاج کی قوت اور گہرائی کے ساتھ مختلف ہو جاتی ہے مزاجوں کی لاتعداد اقسام ہیں اور وہ اپنی صفات اور خصوصیات میں ایک دوسرے سے متنوع ہوتی ہیں اسی طرح وہ اپنے اوصاف کی قوت اور روح میں بھی متنوع ہوتی ہیں ایک سابقہ باب میں اس پر مفصل بحث کی جا چکی ہے یہاں صرف یہ اشارہ کر دینا کافی ہے کہ سات اخلاق فاضلہ میں سے ایک کا ذریعہ وحشی مزاج ہوتا ہے۔ جو کہ بنیادی مثلث سے ترقی پاتا ہے۔ یا یوں کہئے کہ یہ ان جبلتوں میں فروغ پاتا ہے جو کہ انسان کے مزاج کے حیوانی پہلو میں ہوتی ہیں اگر کوئی موافق جبلت یا صلاحیتِ ذہن کمزور ہے جس میں کہ ایک خلق اپنی بنیاد یا مخرج رکھتی ہے تو ایسا مزاج یقیناً کمزور ہوگا یا اس میں موافق خلق کا نقصان ہوگا۔ اگر اس کی موافق جبلت یا صلاحیتِ ذہن، اس کے مزاج میں مستحکم ہے تو ایسے مزاج کی موافق خلق بھی مستحکم اور نمایاں ہوگی سوال یہ باقی رہتا ہے کہ اگر طبعی مزاج

اپنی موافق جبلت یا صلاحیت ذہن میں کمزور رہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ ایک خلق فاضلہ فروغ پا سکے۔

کیا اخلاق فاضلہ قابل حصول ہیں؟

اگر کسی شخص کے طبعی مزاج میں ایک خلق فاضلہ کی قوت اور جدت میں کمی ہے تو ایسا شخص اس خلق فاضلہ کو حاصل نہیں کر سکے گا۔ خواہ وہ اس کو حاصل کرنے کی کتنی ہی کوشش کرے مثال کے طور پر ایک شخص میں جنسی جبلت کی کمی ہے تو اس کے لئے خلق عفت کوئی وجود نہیں رکھتی اسی طرح دوسرے افراد میں شجاعت، عقل وغیرہ کے اوصاف کی کمی ہو سکتی ہے جس کی وجہ ایسے اشخاص کی موافق صلاحیت ذہن یا جبلتوں میں کوئی خرابی یا کمی ہو سکتی ہے۔ لہذا ایسے لوگ، ان لوگوں کے مقابلہ میں ہمیشہ کمتر اور دستور رہی سمجھے جائیں گے جو کہ ان اخلاق فاضلہ کو کثرت سے رکھتے ہیں اس کمی یا خرابی کا بدل ایسی حالت میں کیا جا سکتا ہے کہ جب یا تو وہ اپنے متصرف اخلاق فاضلہ کو فروغ دیں یا طہارت و پاکیزگی کی ایسی حالت پہنچیں کہ جہاں وہ ان صفات کو اللہ کے فضل و کرم سے حاصل کر لیں مزاج کی پاکیزہ حالت، سالت اخلاق فاضلہ کی سطح سے بہت بلند اور لطیف ہو جاتی ہے جو کہ براہ راست وحشیانہ حیوانی مزاج سے تعلق رکھتے ہیں اس طرح لطافت کے ذریعہ مزاجوں کی کمی یا خرابی کا بدل تلاش کیا جا سکتا ہے

یہ ان مزاجوں کی صورت حال ہے جن میں کہ مخصوص اخلاق فاضلہ کی قوت نشوونما کی کمی، ہوتی ہے۔ جو اس صورت حال میں مختلف ہو جاتی ہے کہ جہاں یہ قوتیں یا جبلتیں اخلاق فاضلہ کی بنیادی عنصر ہوتی ہیں لیکن وہ اپنے خارجی طریق عمل میں موافق اخلاق فاضلہ پیش نہیں کرتی ہیں جس کی وجہ وہ کمزوری ہوتی ہے کہ جو مزاج میں کسی طبعی کمزوری کی بنا پر نہیں بلکہ ان اخلاق فاضلہ کے عمل اور مشق کے فقدان کا نتیجہ ہوتی ہیں یا پھر صرف اسی قسم کے بعض خارجی اسباب کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

طاقتور اخلاق فاضلہ کو ترقی دی جا سکتی ہے اور ان کی کمزوریوں کی اصلاح ہو سکتی ہے

نفسیاتی مزاج کی ترقی کے اصولوں کے مطابق طاقتور اوصاف و فضائل کو متحرک بنایا جا سکتا ہے اور انہیں مشق اور مسلسل عمل کی بدولت ترقی دی جا سکتی ہے۔ اگر ایک وصف

حقیقتاً ایک ترقی یافتہ شکل میں پایا جاتا ہے۔ لیکن تکمیل و عمدگی میں کمی رکھتا ہے تو ایسے ہی ایک عمل سے اسے ترقی دی جا سکتی ہے۔ یہاں پھر یہ بہتر ہوگا کہ شاہ ولی اللہ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے ایک عبارت کا خلاصہ پیش کیا جائے نہ صرف شجاعت میں بلکہ تمام فضائل و اوصاف میں انسانی افراد ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں ان میں بعض ایسے ہیں جن میں کوئی خاص اوصاف نہیں اور نہ ہی یہ امید ہے کہ وہ اپنے فطری مزاج میں کسی پیدائشی خرابی اور ان کی راہ میں کسی رکاوٹ کی وجہ سے، کبھی ان اوصاف کو حاصل کر سکیں گے۔ ایک نامرد شخص جو جنسی جبلت سے محروم ہوتا ہے یا جو شخص ایک کمزور دل رکھتا ہے وہ ہمیشہ جرأت اور مردمی کے وصف کی کمی کا شکار رہتا ہے ان میں، بعض ایسے بھی ہیں جو اگرچہ بعض مخصوص اوصاف کے حقیقی حامل نہیں ہوتے، تاہم ان کے لئے یہ امید ہوتی ہے کہ وہ ان اوصاف کو حاصل کر سکتے ہیں لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب وہ ان اعمال کو بار بار کرتے رہیں اور ان کی ایسی مختلف اقسام و اشکال کو عملاً اختیار کرتے رہیں جو ان کی ترقی کی وجہ بنتی ہیں، وہ ان افراد کے اعمال کا مسلسل اعادہ کر کے ایک ذہنی حالت پیدا کرتے ہیں جو کہ ان مخصوص اوصاف کے لئے، اعلیٰ شہرت رکھتے ہیں اس طرح وہ مسلسل اعمالِ ذہن کی خفتہ صلاحیتوں کو بیدار کر دیتے ہیں اور ایسے طریقے اختیار کرنے سے، اوصاف و فضائل قوت سے واقعیت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ انسانوں کی اکثریت اسی قسم سے تعلق رکھتی ہے، وہ کم و بیش محنت و مشقت سے ان اوصاف و فضائل کو فروغ دے سکتے ہیں۔ جو بالعموم ان میں خفتہ ہوتے ہیں۔

ان میں وہ لوگ شامل ہیں جو کسی ایک یا زائد اوصاف کے حقیقی حامل ہوتے ہیں اور ان میں ان اوصاف و فضائل کی روح بھی موجود ہوتی ہے لیکن وہ ان کی کاملیت و عمدگی سے محروم ہوتے ہیں حالانکہ ان کی پیدائشی صلاحیتیں، ان اوصاف کی طرف جن سے وہ دوچار ہیں، نہایت مضبوط رجحانات رکھتی ہیں لیکن اس کے باوجود وہ مزاحمت پیدا کرنیوالے حالات کی قوت سے پیچھے ہٹ جاتی ہیں لیکن اگر موافق و سازگار حالات ہوں تو یہ صلاحیتیں فوری ترقی کرتی ہیں اور کمزوریوں کی اصلاح کر دیتی ہیں بالکل اس طرح کہ جب گندھک کے سامنے آگ آتی ہے تو وہ بھڑک اٹھتی ہے۔

ان میں ایسے لوگ شامل ہیں جو اپنے فطری مزاج میں خاص اوصاف و فضائل کے حامل ہیں اور وہ انہیں صحیح اور مکمل حالت میں بھی رکھتے ہیں اور وہ اتنے زیادہ صحیح ہوتے ہیں کہ وہ ایک ایسا طرز عمل پیدا کر دیتے ہیں کہ جن کو کوئی قوت اور رکاوٹ دور نہیں کر سکتی۔ اگرچہ ایسے لوگ مطلوبہ طرز عمل، فطری طور پر اختیار کر لیتے ہیں لیکن اس کے باوجود، وہ ان مخصوص اوصاف و فضائل کی ترقی و کاملیت کے طریقوں کے نفاذ کی زیادہ ضرورت محسوس نہیں کرتے وہ اوصاف و فضائل ان میں پہلے ہی سے مستحکم و کامل ہوتے ہیں۔ بیدار مزاجوں کے لوگ، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ قطعی نفسیاتی حالتوں کے حامل ہوتے ہیں جو کہ اپنے فروغ کے لئے خارجی نمائندگی و ترجمانی پر بالکل منحصر نہیں ہوتی ہیں۔

جو لوگ کسی نمونہ کی تقلید کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، وہی عوام کے حقیقی رہنما ہوتے ہیں وہ اپنے مخصوص اوصاف میں دوسروں کے لئے نمونہ ہوتے ہیں۔ ان معاملات میں ان کا طرز عمل، ان کے لئے دستور فراہم کرتا ہے جو ابھی ان اوصاف کی سطح تک نہیں پہنچ سکے ہیں، دوسرے لوگوں کو اپنی کمزوریوں کو درست کرنے کے لئے ان لوگوں کو اپنے نمونہ بنانا چاہیئے اور اس طرح اوصاف حاصل کرنا چاہیئں، اس طرح سے انہیں اپنے مخصوص اوصاف و فضائل کی ترقی اپنی پیدائشی قوتوں کے مطابق کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔"

شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب البدور البازغہ میں اسی تصور کو نہایت مختصر انداز میں بیان کیا ہے۔

"جو لوگ سات اخلاق فاضلہ میں سے کسی ایک میں محرومی کا اظہار کرتے ہیں یا تو وہ لوگ ہیں جن کے پیدائشی مزاج، مستحکم اور کامل ہیں لیکن ان کی محرومی و رکاوٹ جو ان کے خارجی کردار کی مفروضہ شکل مثلاً ان میں مسلسل مشق کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ بعض ایسے لوگ ہیں جن کے پیدائشی مزاج میں کمزوریاں ان کے جثہ کے فطری و نسلی اثرات کا نتیجہ ہوتی ہیں ان لوگوں کے طرز عمل سابقہ کمزوریوں کا علاج اگرچہ مشاہدے سے ہو سکتا ہے جو کہ مکمل طور پر ان اوصاف کے حامل ہوتے ہیں لیکن موخر الذکر کی اصلاح، ان مخصوص اوصاف کی حد تک کسی طرح ممکن نہیں وہ اپنا نقصان، بعض اعلیٰ صفات کو ترقی دے کر ہی پورا کر سکتے

ہیں جو کہ ان اوصاف کا متبادل ثابت ہو سکیں جن سے وہ محروم ہیں۔

کیا اوصاف و فضائل کی ترقی میں خارجی عناصر اثر انداز ہوتے ہیں یا اپنا حصہ ادا کرتے ہیں۔

ایسے مخصوص خارجی عناصر بھی ہیں جو بنیادی مثلث کہ اجزار پر اثر انداز ہوتے ہوئے پیدائشی نفسیاتی مزاج پر اثر ڈالتے ہیں۔ یہی بات ان اوصاف کے لئے بھی درست ہے جو انسان کے نفسیاتی مزاج میں ہوتے ہیں جو خارجی اجزار نفسیاتی مزاج پر اثر انداز ہوتے ہیں اور حالانکہ وہ اوصاف کا ردِ عمل بھی پیش کرتے ہیں، وہ خوراک، مشروبات صحت، جسمانی قوت، عمر، بیماری، نامیاتی تنظیم الاعضار معاشرتی و طبعی ماحول، عادات اور تربیت ہیں۔ ان میں بعض مابعد الطبیعاتی اثرات کا اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ جن کی بنیاد انسان کی مابعد الطبیعاتی فطرت میں ہوتی ہے اور اس کا تعلق عالم مثال اور عالم ارواح یا مابعد الطبیعا ترکیب و تنظیم سے ہوتا ہے جو کہ ایک فرد کی زندگی پر اثر ڈالتی ہے، یہی وہ ترتیب و تنظیم ہے جس کے لئے شاہ ولی اللہ نے اصطلاح "بخت" (مقدر) استعمال کی ہے۔

اس بیان کے مطابق، بالعموم یہ پایا جاتا ہے کہ ایک مخصوص وصف کی قوت اظہار کی عام حالت خارجی اجزار کے ساتھ چلتی ہے کبھی کبھی ایسا نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ پوشیدہ اور مابعد الطبیعاتی اسباب کا اثر اور ایک مزاج کی پیدائشی حالت رکاوٹ بن جاتی ہے۔

بالعموم صورت حال یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص میں ایک مخصوص وصف کا مناسب اندازہ اس کی جسمانی قوت اس کی صحت کی عام حالت اور ماحول کے دوسرے حالات سے لگایا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک چوڑے سینہ والا قوی الجثہ انسان بالعموم جرأت و سعت نظری اور خود اعتمادی کا مجسمہ ہوتا ہے اس کے برعکس ایک ایسا شخص جس کا سینہ تنگ اور چپٹا ہو بالعموم بزدل اور متلون مزاج ہوتا ہے۔ یہ بات عام طور سے صحیح ہوتی ہے لیکن بعض پوشیدہ یا مابعد الطبیعاتی اسباب کی وجہ سے ہمیشہ صحیح بھی نہیں ہوتی کبھی ہمیں ایک ایسا شخص بھی ملتا ہے جو ایک کمزور اور معذور جسم کا مالک ہوتا ہے لیکن اس میں جرأت بہت زیادہ ہوتی ہے جو اس کی نفسیاتی ساخت اور اس کے خارجی عناصر

کے اظہار کے مقابلہ میں غیر متناسب ہوتی ہے۔

شاہ ولی اللہ کے مطابق، ایک وصف اس وقت صالح کہلاتا ہے کہ جب اس کی وسعت و قوت خارجی اجزاء اس شخص کی صحت اور جسمانی قوت کے متناسب ہوتی ہے اس کے برعکس وہ اس وقت حدید ہوتی ہے کہ جب وہ ان اجزاء کے مقابلہ میں وسعت اور قوت میں عظیم تر ہو۔

اول الذکر، صورت حال میں وصف کی قوت خارجی اسباب میں تنوعات و اقسام کے ساتھ متنوع و مختلف ہوجاتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس موخرالذکر صورت حال میں، وہ ایسے متنوعات سے اتنا زیادہ اثر انداز نہیں ہوتا اسی لئے خارجی اجزاء اول الذکر صورت حال میں خاص طور سے نظر انداز نہیں کئے جا سکتے۔

سات اخلاق فاضلہ کی معاشرہ میں اہمیت

جیسا کہ سات اخلاق فاضلہ کی صحیح ترقی کی بنیاد مستحکم مزاج میں ہوتی ہے اور ان افراد کے طرز عمل میں ہوتی ہے جو مستحکم مزاج رکھتے ہیں اور ان افراد کے لئے ایک معیار فراہم کرتے ہیں جو ایسے مزاج سے محروم ہوتے ہیں۔ ایک صحت مند اور مستحکم معاشرہ کے وجود، معاشرہ کے ایسے افراد کی اکثریت کے وجود پر منحصر ہوتا ہے جو ایسے مستحکم اعلیٰ اوصاف کے مزاجوں کے حامل ہوتے ہیں جیسا کہ یہ عملی طور پر ممکن نہیں کہ معاشرہ کے تمام افراد کامل اور مستحکم ترین مزاج کے حامل ہوں ایک معاشرہ زیادہ سے زیادہ عمدہ صحت اور اپنے افراد کے طبائع کی صفت معاشرہ میں موجود مستحکم طبائع کے افراد کے تناسب سے حاصل کر سکتا ہے۔

ہر صفت یا اخلاق فاضلہ، معاشرہ کی بہبودی اور سالمیت کی تعمیر کرتا ہے۔ ایک معاشرہ کے افراد کے درمیان خیر سگالی اور دوستی کے جذبات پیدا کرنے کے لئے صفت سماحت (فیاضی) لازمی ہے۔

شاہ ولی اللہ کے نزدیک کسی خاندان کا سربراہ ایک ایسا شخص ہونا چاہیئے جو صفت سمت الصالح کا حامل ہو۔ لوگوں کے رہنما کو سات اخلاق فاضلہ کا حامل ہونا چاہیئے اور ان کے ہمراہ، صفت، حکمت اور دوسری متعلقہ صفات بھی ہونی چاہئیں۔

دماغ کے ادارے ہیں، جس کے لئے بعض اوقات جنگ (جہاد) ضروری ہو جاتی ہے۔

تب شجاعت سب سے لازمی صفت ہو جاتی ہے۔ زن وشوہر کے درمیان مستقل خوشگوار اور خاندان کی ترقی و تعمیر کے لئے، صفت عفت بہت نمایاں کردار ادا کرتا ہے اسی طرح دوسرے اخلاق فاضلہ بھی اپنے معاشرتی مقاصد رکھتے ہیں اور ان کی اہمیت ان لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی جو ان کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔

حکمت

حکمت عقل کا وصف ہے۔ اس کا اظہار خود بخود ذہن کی تیزی اور ذکاوت کے ذریعہ ہوتا ہے اور یہ اس علم کو حاصل کرتی ہے محفوظ رکھتی ہے اور عملی فائدوں کے لئے کام میں لاتی ہے، جو حسّی ادراک، استدلال یا الولا الہٰی یعنی وجدان اور وحی کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے اور یہ علم بنی نوع انسان کی آیندہ نسلوں کے لئے باقی رہتا ہے اور اسے شریعت کہا جاتا ہے،

اسی تعریف کی روشنی میں وصف حکمت کے دو لازمی اجزاء ہوتے ہیں۔

(الف) حصول علم کی صلاحیت، اگر اعلیٰ قسم کا علم نہیں تو کم از کم عام و بنیادی علم تو حاصل کر سکتی ہے۔

(ب) ذہن کی تیزی، مہارت و ذکاوت، علم کے استعمال اور اس کے عملی فائدے کے لئے ضروری ہوتی ہے اگر کسی شخص میں ان میں سے ایک جزو کی کمی ہوگی تو وہ دراصل کسی حد تک وصف حکمت کا ضرورت مند ہوتا ہے۔

اس کو صاف طور پر واضح کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو لوگ وصف حکمت سے محروم ہیں ان کی خصوصیات کو بیان کرنا چاہیئے۔ جس شخص میں صلاحیت فہم کی کمی ہوتی ہے وہ معنی و مفہوم کو صاف طور پر نہیں سمجھتا جو شخص اپنے علم کو بروئے عمل نہیں لا سکتا وہ صحیح د کارآمد اور غلط و نقصان دہ اشیاء کے درمیان فرق نہیں کر سکتا۔ جس شخص میں صلاحیت ادراک نہ ہو وہ پیچیدہ سوالات میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔ جو شخص تدبر و دوراندیشی (حکمت) کے عنصر سے محروم ہوتا ہے تو وہ اپنے موجودہ علم سے کسی فیصلہ یا نتیجہ پر پہنچنے سے قاصر رہتا ہے۔ جو شخص ایک سست اور غیر فعال ذہن رکھتا ہے وہ سوجھ بوجھ کو نظر انداز کرتا ہے اور انتہائی ذکاوت و تیزی کے باوجود گہرے تصورات کی تلاش و جستجو

زحمت گوارا نہیں کرتا ہے۔

اور جو شخص ایک اچھے حافظہ سے محروم ہے تو وہ صحیح طور پر تصورات کو دوبارہ پیش نہیں کر سکتا ہے اور ان کے اظہار میں تسلسل برقرار رکھنے میں ناکام رہتا ہے۔

جو لوگ وصف حکمت کے حامل ہوتے ہیں، متذکرہ کمزوریوں کا شکار نہیں ہوتے۔ وہ وہ فطانت، بشارت، تفہیم، احصار، ادراک، ذکاوت، اور حدس خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں۔ یہ تمام خصوصیات ذہن کی مستعدی کو ظاہر کرتی ہیں اور واقعات کو صحیح طور پر محفوظ رکھنے اور ان کو حافظہ میں محفوظ رکھنے اور ان سے صحیح فائدہ اٹھانے کی صلاحیت یا مستعدی کا اظہار کرتی ہیں۔

جو لوگ وصف حکمت کے حامل نہیں ہوتے اس سے مختلف صفات کا اظہار کرتے ہیں۔ جن کو بے حیائی، بیوقوفی حماقت، ذہنی سستی (جمود) سادہ لوحی اور کند ذہنی کہا جا سکتا ہے ان کے ساتھ بے توجہی، غیر مستعدی اور بھولنے کی عادتیں بھی ہوتی ہیں۔

اس وصف کی مزید وضاحت کرنے کے لئے "البدور البازغہ" میں سے ایک حوالہ دینا مناسب ہوگا جس میں شاہ ولی اللہ اسی وصف کی مزید تشریح کرتے ہیں جسے وہ وصف حکمت کہتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں "حکمت نہ تو اعلیٰ اور پیچیدہ فلسفیانہ تصورات کے علم میں ہوتی ہے جو اصحاب فلسفہ کی خصوصیت ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اس علم میں ہوتی ہے جو صوفیاء اور تارک الدنیا افراد کی صفت ہوتی ہے جسے وہ گہرے وجدان اور روشنی سے حاصل کرتے ہیں جو ان کے ذہن یا روح سے پیدا ہوتی ہے۔

لیکن حکمت، ایک ایسی صلاحیت ہے جس سے مستحکم طبائع رکھنے والے افراد اپنی زندگی میں ہدایت پاتے ہیں، اپنے علم و مشاہدہ میں روشنی حاصل کرتے ہیں اور یہ فطرتاً نسمہ سے تعلق رکھتی ہے جو ایک نفسیاتی مزاج ہے اور یہی دنیاوی و سطحی علوم کا مخرج ہے۔ حکمت ایک نفسیاتی حالت یا رجحان کا نام ہے جو ذہن میں ہوتی ہے۔ یہ اشیاء کے کلی فطری علم سے زیادہ کوئی شے ہے۔ یہ ان دور افتادہ مسائل اور باریکیوں سے کوئی واسطہ نہیں رکھتی جن کا کوئی عملی استعمال نہیں ہوتا ہے۔" وصف حکمت کو حاصل

کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ انسان سائنٹفک علم حاصل کرے بسا اوقات تم ایک بدو دیہاتی عرب کو دیکھو گے جو اس حقیقت کے باوجود کہ وہ ان علوم سے بے بہرہ ہے جو ایک عالم مہذب شہری جانتا ہے اور ان کا اپنی روزمرہ زندگی میں کما حقہ فائدہ اٹھاتا ہے لیکن وہ حکمت بالغہ سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

حکمت محض اس صلاحیت تک محدود نہ ہو تو یہ اس وصف کو اپنے طور پر نقصان پہنچاتا ہے۔

شجاعت

انسانی فطرت میں حیوانی مزاج کی درندہ وحشت کی جبلتوں سے، اوصاف کی ترقی و فروغ کے اصول کے مطابق جیسے شاہ ولی اللہ نے پیش کیا ہے، وصف شجاعت کی جڑیں غضب اور نزاع پسندی میں پائی جاتی ہیں۔ یہ عقل اور رائے کلی کے تحت ہوتی ہے جس سے یہ جبلت، غصہ کی صحیح حالت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اس طرح وصف شجاعت، وجود میں آتا ہے۔

عقل انسانی کی صفات کے مثلث کی ایک نمایاں خصوصیت رائے کلی ہے جو کہ وسیع تر مقاصد کی تکمیل اور لازمی افادے کی غرض کے لئے غصہ کی جبلت کے استعمال کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ یہ انسان کو اتنا موقع نہیں دیتی کہ وہ اضطراری طور پر غیض و غضب کا مظاہرہ کرے جیسے کہ حیوانات کرتے ہیں جب کسی با وصف شخص کو غصہ آتا ہے تو اس کے رد عمل کی بنیاد غصہ کی فوری آمد نہیں ہوتی، جو کسی صدمہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔

(مسلسل)